السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

شادی کے رسم ورواج کے کھانے اور مٹھائیوں کا کھانا کیسا ہے؟ جیسے ہلدی مہندی جمعگی وغیرہ قرآن و صحیح احادیث کی روشنی جواب مرحمت فرمائیں۔؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

شیخ صالح المنجد ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

'جائز رسوم' اور 'بدعت' میں فرق یوں کیا جائے گا کہ: بدعت میں اللہ کا تقرب مقصود ہوتا ہے۔ جبکہ رسوم میں یہ مقصود نہیں ہوتا۔

'رسوم' جو لوگوں میں عرف کا درجہ اختیار کرلیں، ان کے معاملہ میں اصل یہ ہے کہ وہ مباح ہوں گی، ان میں سے کسی چیز کو حرام ٹھہرا دینا جائز نہ ہوگا، الا یہ کہ کوئی صحیح دلیل اُس کے حرام ہونے پر دلالت کرنے والی ہو۔

شیخ ابن عثیمینؒ کہتے ہیں:

رسم اور عبادت میں فرق یہ ہے کہ: عبادت وہ ہے جس کا اللہ اور اُس کے رسول نے حکم دیا ہو، کہ اُس کے ذریعے اللہ کا تقرب پایا جائے، اور اُس کے ہاں اجر کی جستجو کی جائے۔ رسم وہ ہے جسے لوگوں نے اپنے مابین معمول ٹھہرا لیا ہو کھانے پینے، رہن سہن، ملبوسات، سواریوں، معاملات اور اسی جیسے دیگر امور میں۔

مزید ایک فرق یہ ہے کہ: عبادات میں اصل یہ ہے کہ وہ ممنوع اور حرام ہیں جب تک کہ شریعت سے اُس پر دلیل نہ مل جائے کہ وہ (مشروع) عبادات ہیں: جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُم مِّنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَن بِهِ اللَّهُ ۲۱ ... سورة الشوریٰ

یعنی: "کیا ان کے کوئی شریک ہیں جو ان کیلئے دین (طریقِ بندگی) صادر کرتے ہیں کہ جس کا اللہ نے حکم نہیں دے رکھا؟"

رہ گئے عادات ورسوم، تو ان میں اصل یہ ہے کہ جب تک کہ شریعت سے اس پر دلیل نہ مل جائے کہ وہ جائز ہیں۔

بنا بریں، لوگ اگر کسی چیز کو اپنے مابین معمول بنالیں، اور کوئی ان کو کہے: یہ حرام ہے، تو اُس سے اِس بات کی دلیل مانگی جائے گی۔ اُس سے کہا جائے گا کہ اِس بات کی دلیل کیا ہے کہ یہ حرام ہے؟ رہی عبادات، تو ان کی بابت اگر انسان سے کہا جائے کہ یہ بدعت ہے اور وہ کہے کہ 'نہیں یہ بدعت نہیں ہے' تو اُس سے کہا جائے گا کہ اِس بات کی کیا دلیل ہے کہ یہ بدعت نہیں ہے، وجہ یہ کہ عبادات اصل ہی یہ ہے کہ یہ منع ہیں جب تک کہ دلیل اِس بات پر نہ آجائے کہ یہ مشروع ہیں۔

از (پروگرام): لقاء الباب المفتوح (2:72)

شیخ ابن عثیمین (ایک دوسری جگہ) فرماتے ہیں:

بدعت کا تعین جس چیز سے ہوگا وہ یہ کہ: "اِس میں اللہ کیلئے (تعبد) عبادت گزاری کی گئی ہوتی ہے ایک ایسے طریقے کے ساتھ جس کو اُس نے مشروع نہیں ٹھہرا رکھا"، اور اگر آپ کہنا چاہیں تو یہ کہ: اللہ تعالی کیلئے (تعبد) عبادت گزاری کی گئی ہوتی ہے اُس طریقے سے جس پر نبی ﷺ اور آپ کے خلفائے راشدین نہ پائے گئے تھے"۔

پس ہر وہ شخص جو اللہ کیلئے "تعبد" کرے ایک ایسے طریقے سے جسے اللہ نے مشروع نہیں ٹھہرا رکھا یا جس پر نبی ﷺ اور آپ کے خلفائے راشدین نہ پائے گئے تھے، تو ایسا شخص بتدع (بدعتی) ہے، چاہے اِس "تعبد" کا تعلق اللہ کے اسماء وصفات کے ساتھ ہو، یا اُس کے احکام کے ساتھ، یا اُس کی شرع کے ساتھ"۔

رہ گئے رسم ورواج، جن کا تعلق عرف اور لوگوں کے اختیار کردہ معمولات سے ہے، تو ان کو "دین کے اندر بدعت" نہیں کہا جائے گا، اگر لغت میں ان کو بدعت کہہ دیا جائے، مگر یہ دین کے اندر بدعت نہ ہوگی اور یہ وہ چیز نہیں ہوگی جس سے رسول اللہ ﷺ نے خبردار فرمایا ہے۔

مجموع فتاویٰ ورسائل ابن عثیمین (2:292)

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں :

انسانی تصرفات خواہ وہ اقوال ہوں یا افعال، دو قسم کے ہیں : ایک عبادات، جن سے ان کا دین سنورتا ہے ۔ دوسری عادات، جن سے ان کو دنیا میں واسطہ پڑتا ہے ۔ اصولِ شریعت کا استقراء کریں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ "عبادات" جن کو اللہ تعالیٰ نے واجب یا مستحب ٹھہرایا ہے وہ تو ثابت نہیں ہوتیں سوائے اس کے کہ شریعت خود بتائے ۔ رہ گئے عرف و عادات تو یہ وہ اشیاء ہیں جن کو لوگوں نے دنیا (کے امور) میں اپنی ضرورت کے تحت آپس میں اختیار کرلیا ہے ۔ اِن میں اصل عدم ممانعت ہے، پس اِس صنف میں سے کسی چیز کی ممانعت نہ کی جائے گی، سوائے کسی ایسی چیز کے جس کی اللہ تعالیٰ نے ممانعت فرما دی ہو۔

(مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ جلد29 : ص 17،16)

شیخ ابن جبرینؒ کہتے ہیں :

عبادات اور عرف و عادات کے مابین فرق ہے ۔ عرف و عادات مباح ہیں ۔ آدمی کیلئے مباح ہے کہ اپنے لئے جیسی مرضی تعمیر کرے ۔ جیسا مرضی پہنے، جیسی مرضی سواری کرے، اور صنعت و حرفت وغیرہ کا جو کام چاہے کرے ۔ یہ بدعت نہیں کہلاتیں ۔ 'دنیوی بدعت' نام کی کوئی چیز نہیں ۔ رہ گئیں 'دینی بدعات' تو وہ سب کی سب سیئہ (بری) ہیں، ان میں کوئی چیز بدعت حسنہ نہیں ۔ ایسی کوئی چیز نہیں پائی جاتی جس کو 'بدعتِ جائزہ' یا 'بدعتِ مباحہ' کہا جائے ۔ بلکہ ہر وہ چیز جس کو شریعت کے ساتھ جوڑا جائے گا جبکہ وہ شریعت میں شامل نہیں کر رکھی گئی، تو وہ ناجائز ہے ۔

پس رسوم و عادات میں اصل اباحت ہے یہاں تک کہ اُس سے ممانعت کردینے کا (شرعی) سبب سامنے نہ آئے، مثلاً یہ کہ اُس رواج میں کوئی چیز ایسی ہو شریعت میں ناجائز ہے، یا مثلاً اُس میں اسراف اور تبذیر ہوتی ہے، یا اُس میں دولت کی نمائش ہے ۔ البتہ کسی رسم یا رواج میں اگر ایسی کوئی بات نہیں تو وہ جائز ہی رہے گی ۔

پس اوپر گزرنے والے اِس (اصولی) بیان کی بنا پر : اگر یہ شادی کے رسم و رواج کا یہ کھانا اس کے ہاں آنے والے مہمانوں کیلئے تیار کیا جاتا ہے کسی ایسی بات پر مشتمل نہیں جسے اللہ تعالیٰ نے حرام ٹھہرا رکھا ہے، اور وہ کسی اسراف یا تبذیر یا دوسروں سے بڑھ کر اپنا دولتمند ہونا ثابت کرنے کیلئے تیار نہیں کیا جاتا، تو وہ جائز ہوگا اور اس میں حرج کی کوئی بات نہیں ہے ۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتویٰ کمیٹی

محدث فتویٰ